FLOW CHART — ترتیبی نقشہ ربط

MACRO-STRUCTURE — نظمِ جلی

11- سُوْرَۃُ ھُوْد

آیات : 123 ...... مَکِّیَّۃ ...... پیراگراف : 8

توحید عبادت کا مطالبہ
تمہید (Introduction)
پہلا پیراگراف
آیات: 1 تا 24

حضرت نوحؑ کی دعوت
اور قوم نوحؑ کی ہلاکت
دوسرا پیراگراف
آیات: 25 تا 49

حضرت ہودؑ کی دعوت
اور قوم عاد کی ہلاکت
تیسرا پیراگراف
آیات: 50 تا 60

حضرت صالحؑ کی دعوت
اور قوم ثمود کی ہلاکت
چوتھا پیراگراف
آیات: 61 تا 68

حضرت لوطؑ کی دعوت
اور قوم لوطؑ کی ہلاکت
پانچواں پیراگراف
آیات: 69 تا 83

حضرت شعیبؑ کی دعوت
اور قوم شعیبؑ کی ہلاکت
چھٹا پیراگراف
آیات: 84 تا 95

حضرت موسیٰؑ کی دعوت
اور آل فرعون کی ہلاکت
ساتواں پیراگراف
آیات: 96 تا 99

توحید عبادت کا مطالبہ
اختتامیہ (Conclusion)
آٹھواں پیراگراف
آیات: 100 تا 123

مرکزی مضمون

قرآن کی دعوت توحید قبول کرتے ہوئے، شرک اور دیگر گناہوں سے توبہ کر کے، اللہ کے حضور استغفار کرنے پر قوموں کو مزید مہلت مل جائے گی، ورنہ انھیں بھی پچھلی قوموں کی طرح ہلاک کر دیا جائے گا۔

زمانۂ نزول اور پس منظر:

سورت ﴿ھود﴾، رسول ﷺ کے قیامِ مکہ کے چوتھے اور آخری دور (11 تا 13) کے وسط میں، یعنی غالباً 12 نبوی میں، سورۃ ﴿یونس﴾ وغیرہ کے ساتھ نازل ہوئی۔ یہ وہی دور تھا، جب آپ ﷺ پر ﴿افتراء﴾ کے الزامات عائد کیے جا رہے تھے، آپ کی دعوت کو ﴿شک و ریب﴾ کی نگاہ سے دیکھا جا رہا تھا اور اسے ﴿سحر مبین﴾ کہا جا رہا تھا۔

خصوصیات

1۔ سورۃ ھود ایک جلالی سورت ہے، جس میں باغی، نافرمان اور گناہ گار قوموں پر اللہ کے غضب اور ان کی ہلاکت کا ذکر ہے۔ •

اس سورت نے رسول اللہ ﷺ کو بوڑھا کر دیا تھا۔

2۔ اس سورت کے پہلے پیراگراف اور آخری آیت دونوں میں ﴿توحیدِ عبادت﴾ کا مطالبہ ہے (آیات: 2 اور 123)

3۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ کے قانونِ ہلاکت [Law of Annihilation] اور قانونِ استبدال [Law of Replacement] کی وضاحت ہے کہ وہ وقفہ وقفہ سے قوموں کو مہلت دینے کے بعد ہلاک کر دیتا ہے، ان کے نیک لوگوں کو بچا لیتا ہے اور پھر امامت اور قیادت کے لیے ایک اور قوم کو میدانِ امتحان میں لے آتا ہے۔

4۔ سورۃ ﴿ھود﴾ نظم کے اعتبار سے سورۃ ﴿الاعراف﴾ سے مشابہ ہے۔ دونوں کے آٹھ پیراگراف ہیں۔ دونوں میں تمہید اور اختتامیے کے درمیان چھ (6) قوموں کی جانشینی اور ہلاکت کے سچے واقعات بیان کر کے اللہ تعالیٰ کا قانونِ ہلاکت اور قانونِ استبدال کو سمجھایا گیا ہے۔

5۔ البتہ اس سورت میں مختلف پیغمبروں کی زبان سے ﴿توبہ و استغفار﴾ کی دعوت دی گئی ہے، تا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے غضب سے بچ سکیں۔

سورۃ ھود کے فضائل

رسول ﷺ نے فرمایا:

﴿ شَيَّبَتْنِي هُود" والواقِعَةُ والمُرسَلاتُ وَعَمَّ يَتَسَاءَلُونَ وَإِذا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ﴾

"مجھے سورۃ ھود، سورۃ الواقعہ، سورۃ المرسلات، سورۃ النّبأ اور سورۃ التکویر نے بوڑھا کر دیا۔" (جامع ترمذی: کتاب التفسیر، باب سورۃ الواقعہ، حدیث 3,297، صحیح)

سورۃ ھُود کا کتابی ربط

1۔ پچھلی سورت ﴿یونس﴾ میں مختلف قسم کے دلائل سے منکرینِ توحید، منکرینِ رسالت اور منکرینِ آخرت کے خلاف اتمامِ حجت تھی۔ یہاں سورت ﴿ھود﴾ میں تاریخ کے چھ (6) سچے واقعات سے اتمامِ حجت ہے۔ اللہ برے لوگوں کو ہلاک کر کے، نیک لوگوں کو بچا لیتا ہے۔

2۔ ﴿شک﴾ میں گرفتار لوگوں کے لیے اتمامِ حجت: پچھلی سورت ﴿یونس﴾ میں کہا گیا تھا کہ رب العالمین کا یہ کلام

قرآن ﴿شک﴾ سے پاک ہے (آیت:37)، مشرکینِ مکہ پر فردِ جرم عائد کی گئی کہ وہ ﴿شک﴾ میں مبتلا ہیں (آیت:94) اور (آیت:104) میں ﴿شک﴾ میں گرفتار لوگوں کو دلیل پیش کی گئی کہ انسانوں کو موت دینے والا ہی معبود ہوسکتا ہے۔ اور یہاں سورت ﴿ھود﴾ میں تاریخ کے حوالے سے بتایا گیا کہ قومِ ثمود بھی ﴿شک﴾ میں مبتلا تھی (آیت:62) اور قومِ فرعون بھی ﴿شک﴾ میں گرفتار تھی۔

3۔ ﴿افتراء﴾ کے الزام کے جواب میں چیلنج: پچھلی سورت ﴿یونس﴾ میں مشرکین سے کہا گیا تھا کہ تم اللہ کے کلام کو، رسول اللہ ﷺ کا ﴿افتراء﴾ سمجھتے ہو تو تمہیں چیلنج کیا جاتا ہے کہ اس جیسی صرف ایک (1) سورت ہی تصنیف کر کے سامنے لے آؤ (آیت:38) اور
یہاں سورت ﴿ھود﴾ میں چیلنج کیا گیا کہ اگر تم اسے ﴿افتراء﴾ سمجھتے ہو تو اس جیسی دس (10) سورتیں لا کر دکھاؤ (آیت:13)۔

4۔ ﴿سحر﴾ کے الزام کا جواب: پچھلی سورت ﴿یونس﴾ میں بتایا گیا تھا کہ مشرکینِ مکہ نے قرآنِ حکیم کے ذریعے تبشیر وانذار پر رسول اللہ ﷺ کو ﴿ساحر﴾ یعنی جادوگر قرار دیا تھا (آیت:2)، جس طرح فرعون اور اس کے فوجی کمانڈروں نے حق کو ﴿سحر مبین﴾ قرار دیا تھا (آیت:76)۔ یہاں سورت ﴿ھود﴾ میں بتایا گیا ہے کہ مشرکینِ مکہ رسول اللہ ﷺ کے پیش کردہ عقیدۂ آخرت کو ﴿سحر مبین﴾ قرار دیتے تھے کہ مرنے کے بعد لوگ دوبارہ اٹھائے جائیں گے۔

5۔ اگلی سورت ﴿یوسف﴾ میں مشکل اور صبر آزما حالات کے بعد اہلِ مکر وفریب کی شکست اور اہلِ ایمان کی فتح، کامرانی اور اقتدار کی بشارت ہے۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

1۔ سورت ھود میں ﴿توحید عبادت﴾ کا مضمون بار بار آیا ہے۔ تمام پیغمبروں نے صرف اللہ ہی کی عبادت کرنے کی دعوت دی۔

(a) آخری رسول محمد ﷺ نے صاف کہہ دیا کہ اللہ کے علاوہ کسی اور کی ﴿عبادت﴾ مت کرو ، میں تو اللہ کی طرف سے صرف نذیر وبشیر ہوں۔

﴿اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۚ اِنَّنِیْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِیْرٌ وَّبَشِیْرٌ﴾ (آیت:2)۔

یہ مضمون سورت ﴿ھود﴾ کے آغاز میں بھی لایا گیا ہے اور اختتام پر بھی۔ خلاصۂ کلام کے طور پر ﴿فَاعْبُدْهُ﴾ کے الفاظ سے رسول اللہ ﷺ اور ان کے توسط سے صحابۂ کرام کو ﴿توحیدِ عبادت﴾ اور ﴿توحیدِ توکل﴾ پر ثابت قدمی کی ہدایت دی گئی۔

﴿وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ، فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ﴾ (آیت:123)۔

(b) پہلے رسول حضرت نوح ؑ نے بھی یہی دعوت دی تھی کہ اللہ کے علاوہ کسی اور کی ﴿عبادت﴾ مت کرو، میں تمہیں عذاب سے ڈراتا ہوں۔

﴿اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ، اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ اَلِيْمٍ﴾ (آیت:26)۔

(c) حضرت ھود ؑ نے بھی اپنی قوم (عاد) سے کہا تھا کہ صرف اور صرف اللہ ہی کی ﴿عبادت﴾ کرو، تم لوگ اللہ پر جھوٹ گھڑتے ہو، اللہ کے علاوہ کوئی دوسری ہستی تمہارا ﴿اِلٰه﴾ نہیں ہوسکتی۔

﴿قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ، مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ، اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ﴾ (آیت:50)

(d) حضرت صالح ؑ نے بھی اپنی قوم (ثمود) سے کہا تھا کہ صرف اور صرف اللہ ہی کی ﴿عبادت﴾ کرو، اللہ کے علاوہ کوئی دوسری ہستی تمہارا ﴿اِلٰه﴾ نہیں ہوسکتی۔

﴿وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا، قَالَ: يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ، مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ﴾ (آیت:61)

(e) حضرت شعیب ؑ نے بھی اپنی قوم سے کہا تھا کہ صرف اللہ ہی کی ﴿عبادت﴾ کرو، اللہ کے علاوہ کوئی دوسری ہستی تمہارا ﴿اِلٰه﴾ نہیں ہوسکتی۔ ﴿وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ﴾ (آیت:84)۔

2۔ سورت ھود میں ہلاکتِ اقوام اور ﴿اِسْتِغْفَار﴾ کے باہمی تعلق پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

انبیاء نے گناہ گار قوموں کو دعوتِ توبہ و استغفار دی اور بتایا کہ توبہ و استغفار کے نتیجے میں وہ ہلاکت سے بچ سکتے ہیں۔

(a) قریشِ مکہ کو ﴿اِسْتِغْفَار﴾ کی دعوت دی گئی اور توبہ و استغفار کے فوائد گنوائے گئے کہ انہیں وقتِ مقررہ تک متاعِ حسن سے نوازا جاسکتا ہے اور ہر انسان کے فضل کے مطابق اجر دیا جاسکتا ہے۔

﴿وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ، يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ﴾ (آیت:3)۔

(b) حضرت نوح ؑ کے ﴿استغفار﴾ کا تذکرہ کیا گیا کہ انہوں نے دعا کی: ''اور اگر تو نے میری مغفرت نہ فرمائی اور رحم نہ فرمایا تو میں نقصان اٹھانے والوں میں شامل ہو جاؤں گا''۔ دعا کا یہ وہی انداز تھا، جو حضرت آدم ؑ نے اختیار کیا تھا۔

﴿وَاِلَّا تَغْفِرْ لِيْ وَتَرْحَمْنِيْٓ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ﴾ (آیت:47)۔

(c) حضرت ھود ؑ نے اپنی مجرم، متکبر، ظالم اور سرکش قوم (عاد) کو ﴿استغفار﴾ کی دعوت دی اور اس کے فوائد

بتائے۔ ﴿توبہ و استغفار﴾ کے نتیجے میں بارشوں کی کثرت ہوتی ہے اور موجودہ قوت پر مزید قوت کا اضافہ کیا جاتا ہے۔ حضرت ھودؑ نے فرمایا۔

﴿وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا، وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ﴾ (آیت:52)۔

(d) حضرت صالحؑ نے بھی اپنی مشرک قوم (ثمود) کو اللہ تعالیٰ سے ﴿استغفار﴾ کی دعوت دی کہ وہ شرک چھوڑ کر خالص توحید اختیار کریں۔

وہ ﴿اللہ﴾ جو ﴿قَرِيْب﴾ بھی ہے اور ﴿مُّجِيْب﴾ بھی، دعائیں سنتا ہے اور لوگوں کو معاف بھی کر دیتا ہے۔ فرمایا:

﴿فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ، اِنَّ رَبِّيْ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ﴾ (آیت:61)۔

(e) حضرت شعیبؑ نے بھی اپنی بدچلن، فاسق و فاجر قوم (مدین) کو اللہ تعالیٰ سے ﴿استغفار﴾ کی دعوت دی کہ وہ ناپ تول میں کمی نہ کریں، لوگوں کو گھاٹا نہ دیں، چوری ڈاکہ اور فساد فی الارض سے بچیں۔

وہ ﴿اللہ﴾ جو ﴿رَحِيْم﴾ بھی ہے اور ﴿وَدُوْد﴾ بھی، محبت کرنے والا بھی ہے اور رحم کرنے والا بھی ہے۔ فرمایا: ﴿وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ، اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ﴾ (آیت:90)۔

3۔ ﴿شك وريب﴾ میں مبتلا مشرکینِ مکہ کو خبردار کیا گیا کہ پچھلے انبیاء کی عذاب یافتہ قومیں بھی شک و ریب میں مبتلا تھیں۔

(a) حضرت صالحؑ کی دعوت کے سلسلے میں بھی، اُن کی قوم ثمود نے ﴿شک و ریب﴾ سے کام لیا۔

﴿قَالُوْا يٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِيْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَآ، اَتَنْهٰنَآ اَنْ نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا، وَاِنَّنَا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ﴾ (آیت:62)۔

(b) حضرت موسیٰؑ کی دعوت کے سلسلے میں بھی، ان کی قوم نے ﴿شک و ریب﴾ سے کام لیا۔

﴿وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ، وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ﴾ (آیت:110)۔

4۔ مشرکینِ مکہ نے رسول اللہ ﷺ پر ﴿افتراء کا الزام﴾ عائد کیا کہ یہ قرآن اللہ کا کلام نہیں ہے۔

چیلنج کیا گیا کہ اگر تم اپنے الزام میں سچے ہو تو ساری مخلوق کی مدد لے کر ہی کیوں نہ ہو؟ اس طرح کی دس (10) سورتیں لا کر دکھاؤ۔

(a) ﴿اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ؟ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ، وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ (آیت:13)

(b) بالفرض میں نے یہ قرآن خود گھڑ لیا ہے تو اس کا بوجھ مجھ پر ہے، لیکن تمہارے جرائم سے میں بری الذمہ ہوں۔

﴿اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ؟ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَعَلَيَّ اِجْرَامِيْ، وَاَنَا بَرِيْٓءٌ" مِّمَّا تُجْرِمُوْنَ﴾ (آیت:35)۔

5۔ سورت ھود میں انسانوں کے ﴿بنیادی مذہبی حقوق﴾ (Freedom of Faith) کو تسلیم کیا گیا ہے۔

حضرت نوحؑ کی زبان سے کہلوایا گیا کہ اگرچہ کہ میرے پاس میرے رب کی طرف سے واضح ہدایت ﴿بَيِّنَة﴾ اور ہدایت کی رحمت آئی ہے، لیکن اگر تم اس کے بارے میں اندھے بننا چاہتے ہو تو ہم اس دعوت کو تم پر زبردستی مسلط نہیں کر سکتے، جب کہ یہ تمہیں سخت ناگوار ہے۔

﴿قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ، وَاٰتٰىنِيْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهٖ، فَعُمِّيَتْ عَلَيْكُمْ، اَنُلْزِمُكُمُوْهَا وَاَنْتُمْ لَهَا كٰرِهُوْنَ؟﴾ (آیت:28)۔

سورۃ ھُود کا نظمِ جلی

سورۃ ھُود آٹھ (8) پیراگرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 1 تا 24 : پہلا پیراگراف تمہید ہے، جس میں توحید عبادت اور استغفار کا مطالبہ ہے۔

قرآن حکیم وخبیر ہستی کی طرف سے ہے، جس میں پہلے محکم (پختہ، ٹھوس) اور پھر اس کے بعد مفصل آیات ہیں۔

سب سے پہلے ﴿توحید عبادت﴾ کا مطالبہ ہے ﴿اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اللّٰهَ﴾ اور پھر ﴿استغفار﴾ کا مطالبہ ہے۔

استغفار اور توبہ سے قوموں کو ایک وقت مقررہ تک مزید مہلت مل جاتی ہے، فضل میں اضافہ کیا جاتا ہے۔

﴿يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى﴾۔ پھر یوم عذاب سے ڈرایا گیا۔

اللہ کے علم کی وضاحت کر کے اس کی خالقیت اور قدرت ثابت کی گئی اور بتایا گیا کہ زمین و آسمان کی تخلیق کا مقصد آزمائش حسنِ عمل ہے۔ مشرکینِ مکہ جو ﴿منکرینِ آخرت﴾ بھی تھے، رسول کریم ﷺ کی اس بات کو ﴿سحر﴾ یعنی جادو قرار دیتے تھے کہ موت کے بعد ایک دن انسانوں کو زندہ کر کے اٹھایا جائے گا۔ (آیت:7)

﴿صابر﴾ اور ﴿غیر صابر﴾ لوگوں کے فرق کو واضح کیا گیا کہ یہ صابر لوگ دکھ اور سکھ دونوں گھڑیوں میں ہمیشہ ﴿شکر﴾ کا رویہ اختیار کرتے ہیں۔ مشرکین کی باتوں سے دل برداشتہ ہو کر، قرآن کے بعض حصوں کو بیان کرنے سے رسول اعراض نہیں کر سکتے۔

قریش کے اعتراضات: قریشِ مکہ نے یہ اعتراض کیا تھا کہ آپ کے ساتھ کوئی خزانہ، یا کوئی فرشتہ کیوں نازل نہیں کیا گیا؟ آپؐ پر خود سے جھوٹ گھڑ لینے کا الزام عائد کیا گیا، اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے چیلنج کیا کہ اس طرح کی دس (10) سورتیں تصنیف کر کے دکھاؤ، ورنہ پھر انہیں قرآن کو اللہ کا کلام تسلیم کر کے دعوتِ توحید کو قبول کر لینا چاہیے (آیت:14) اللہ کی سنت بیان کی گئی کہ وہ دنیا پرستوں کو دنیا عطا کر دیتا ہے، لیکن ان کے لیے آخرت میں آگ ہوگی۔ خدا کے راستوں سے روکنے والے اور خدا کے راستے کو ٹیڑھا کرنے والے، اللہ تعالیٰ کو بے بس نہیں کر سکتے۔ کوئی ﴿ولی﴾ ان کی مدد نہیں کر سکتا، انہیں دوہرا عذاب دیا جائے گا۔ (آیت:20)

اہلِ ایمان اور اہلِ کفر کی مثال آنکھ والے اور اندھے، یا پھر سننے والے اور بہرے کی سی ہے، یہ کبھی برابر نہیں ہو سکتے۔

2- آیات 25 تا 49 : دوسرے پیراگراف میں، حضرت نوحؑ کی دعوت اور قومِ نوحؑ کی ہلاکت کا بیان ہے۔

حضرت نوحؑ پہلے رسول ہیں، ان سے پہلے نبی ہوا کرتے تھے۔ ان کا زمانہ غالباً 3,500 قبل مسیح ہے۔ حضرت نوحؑ نے سب سے پہلے توحید کی دعوت دی۔ ان کی قوم کے مشرک ﴿ملأ﴾ لیڈروں نے اعتراض کیا کہ (a) آپ ہماری طرح کے انسان ہیں ہم آپ کو رسول تسلیم نہیں کر سکتے (b) آپ پر ایمان لانے والے ہماری قوم کے ﴿اَراذِل﴾ چھوٹے اور غریب لوگ ہیں (c) آپ کو ہم پر کوئی خاص فضیلت عطا نہیں کی گئی (d) آپ جھوٹے ہیں۔ حضرت نوحؑ انسان کی مذہبی آزادی (Freedom of Faith) کے قائل تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہم آپ کی ناگواری کی حالت میں آپ لوگوں پر دعوتِ توحید کو زبردستی مسلط نہیں کریں گے، البتہ میں غریب مسلمانوں کا ساتھ نہیں چھوڑ سکتا۔ حضرت نوحؑ نے اپنے بارے میں وضاحت کر دی کہ نہ تو میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں، نہ تو میرے پاس غیب کا علم ہے اور نہ میرا یہ دعویٰ ہے کہ میں فرشتہ ہوں۔ حضرت نوحؑ کئی سو سالوں تک تبلیغ کرتے رہے۔ بالآخر لیڈروں نے کہا کہ عذاب لا کر دکھایئے ﴿ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا ﴾ پھر حضرت نوحؑ کو کشتی بنانے کا حکم دیا گیا اور کہا گیا کہ آج کے بعد کوئی آدمی مزید ایمان نہیں لائے گا۔ مشرک لیڈر کشتی کا مذاق اڑانے لگے، پھر اللہ کا عذاب آ گیا۔ کافروں کو غرق کر دیا گیا اور کشتی والے مسلمان بچا لیے گئے۔ حضرت نوحؑ کا بیٹا ایک مادہ پرست کافر تھا۔ وہ پہاڑ پر چڑھ گیا۔ اس کا خیال تھا کہ ﴿نعوذ باللہ﴾ اللہ تعالیٰ نہیں، بلکہ پہاڑ اسے پانی سے بچا سکتا ہے۔ ﴿ یَعْصِمُنِیْ مِنَ الْمَاۗءِ ﴾

حضرت نوحؑ کے قصے سے رسول اللہ ﷺ اور مشرکینِ مکہ واقف نہیں تھے۔ مشرکین کو قانونِ ہلاکت سے عبرت حاصل کرنے کا مشورہ دیا گیا اور رسول کریم ﷺ کو مخالفت کے اس ماحول میں صبر و استقامت کی ہدایت کی گئی اور تسلی دی گئی کہ بہترین عاقبت اور انجام صرف متقین ہی کے لیے ہے۔ ﴿ فَاصْبِرْ ۚ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِیْنَ ﴾

3- آیات 50 تا 60 : تیسرے پیراگراف میں، حضرت ھودؑ کی دعوت اور قومِ عاد کی ہلاکت کا تذکرہ ہے۔

قومِ نوحؑ کی ہلاکت کے تقریباً پانچ سو سال بعد، قومِ عاد کو جانشین بنایا گیا۔ یہ مشرک تھے۔ ان کے رسول حضرت ھودؑ

نے انہیں توحید کی دعوت دی۔ حضرت ھودؑ نے انہیں شرک سے بچنے اور گناہوں پر ﴿توبہ واستغفار﴾ کی دعوت دی۔ استغفار کے فضائل بیان کیے گئے کہ اس سے بارشیں ہوں گی، موجودہ قوت میں مزید اضافہ کیا جائے گا، لیکن وہ اپنے ﴿آلِهَة﴾ یعنی خداؤں کو چھوڑنے کے لیے تیار نہیں تھے۔ حضرت ھودؑ کو اللہ پر کامل بھروسہ تھا۔ انہوں نے انہیں سمجھایا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ہلاک کر کے دوسری قوم کو اٹھا سکتا ہے ﴿وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّي قَوْمًا غَيْرَكُمْ﴾۔ قوم عاد نے اپنے رب کی ناشکری کی، اس کی آیات کا انکار کیا، رسولوں کی نافرمانی کی۔ یہ وہ قوم تھی، جو ہر ﴿جَبَّارٍ عَنِيدٍ﴾ اسلام سے عناد رکھنے والے لیڈر کے احکامات کی پیروی کیا کرتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا اور آخرت میں اس قوم پر لعنت کی۔ ان پر عذاب نازل کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص رحمت سے حضرت ھودؑ اور ان پر ایمان لانے والے نیک لوگوں کو بچا لیا۔

4- آیات 61 تا 68 : چوتھے پیراگراف میں، حضرت صالحؑ کی دعوت اور قومِ ثمود کی ہلاکت کا ذکر ہے۔

حضرت ھودؑ اور اہلِ ایمان عرب کے جنوبی علاقوں سے ہجرت کر کے مدینۂ منورہ کے شمال میں آباد ہو گئے۔ آج کل یہ علاقہ ﴿مدائنِ صالحؑ﴾ کہلاتا ہے۔ ان کی نسل ﴿ثمود﴾ کہلائی، انہیں ﴿عادِ ثانی﴾ بھی کہتے ہیں۔ قومِ ھود کی ہلاکت کے تقریباً پانچ سو سال بعد، قومِ ثمود کی آزمائش کا وقت آ پہنچا۔

قومِ ثمود میں حضرت صالحؑ کو مبعوث کیا گیا۔ حضرت صالحؑ نے بھی اپنی قوم کو ﴿توبہ واستغفار﴾ کی دعوت دی، لیکن یہ اپنے باپ دادا کے عقائد اور رسومات کو چھوڑنا نہیں چاہتے تھے۔ انہوں نے شک و ریب کا مظاہرہ کیا۔ آزمائش کے لیے اللہ نے ان کے پاس ایک اونٹنی بھیجی اور حکم دیا کہ اسے بری نیت سے ہاتھ نہ لگانا اور اس کو زمین پر کھانے سے نہ روکنا لیکن انہوں نے اسے مار ڈالا۔ اس قوم کو تین دن کی مہلت دی گئی، پھر ان کو ایک خوف ناک دھماکے سے ہلاک کر دیا گیا اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص رحمت سے حضرت صالحؑ اور ان پر ایمان لانے والوں کو بچا لیا۔

5- آیات 69 تا 83 : پانچویں پیراگراف میں، حضرت لوطؑ کی دعوت اور قومِ لوطؑ کی ہلاکت کا بیان ہے۔

اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ وہ نیک لوگوں کو بچا کر وقفے وقفے سے بدکاروں کو ہلاک کر دیتا ہے۔ یہی اس کا قانونِ جزا و سزا (Law of Reward & Punishment) ہے۔ یہی دلیلِ قیامت اور دلیلِ جنت و دوزخ بھی ہے۔ اس کے فرشتے بھی کبھی جزا اور کبھی سزا کا موجب بن جاتے ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ کے پاس آنے والے فرشتے انہیں بیٹے کی بشارت دینے کے بعد، ان کے بھتیجے حضرت لوطؑ کی قوم کو ہلاک کرنے کے لیے بھیجے گئے۔ حضرت ابراہیمؑ کے پاس فرشتے انسانی شکل میں آئے۔ وہ بہت مہمان نواز تھے۔ انہوں نے ایک بھونا ہوا بچھڑا ان کی خدمت میں پیش کیا۔ کھانے سے انکار پر حضرت ابراہیمؑ کو احساس ہوا کہ یہ فرشتے ہیں، وہ ڈر گئے۔ فرشتوں نے تسلی دی اور انہیں بیٹے اسحٰق اور پوتے یعقوبؑ کی بشارت دی۔ اس پر حضرت ابراہیمؑ کی بیوی نے حیرت کا اظہار کیا کہ میں کیسے ماں بن سکتی ہوں؟ جب کہ میں بوڑھی بھی ہوں، بانجھ بھی ہوں اور میرے شوہر بھی بوڑھے ہیں۔ فرشتوں نے جواب دیا کہ آپ

کے خاندان پر اللہ کی رحمت اور برکات ہیں۔ تعجب نہ کرو، ایسا ہی ہوگا۔ فرشتوں نے بتایا کہ ان کی اگلی منزل قومِ لوط کی طرف ہے، وہ ہلاک کی جائے گی۔ اس خبر پر حضرت ابراہیمؑ تکرار کرنے لگے، انہیں بتایا گیا کہ عذاب کا فیصلہ ہو چکا ہے، اب اسے ٹالا نہیں جا سکتا۔ (آیت: 76)

حضرت لوطؑ کے پاس فرشتے انسانی شکل میں پہنچے۔ یہ خبر سن کر ان کی قوم ان کے گھر کی طرف لپکی۔ انہیں عورتوں سے کوئی رغبت نہیں تھی۔ وہ مردوں کے پیچھے دیوانے تھے۔ حضرت لوطؑ نے اللہ کا خوف دلایا۔ لڑکیوں سے شادی کی پیشکش کی اور کہا کہ میرے مہمانوں کے سامنے مجھے رسوا مت کرو۔ لیکن قوم پاگل ہو چکی تھی۔ انہوں نے کہا آپ کو معلوم ہے کہ ہمیں لڑکیوں سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ انتہائی بے بسی کے عالم میں حضرت لوطؑ نے فرمایا کہ کاش میرے پاس قوت اور طاقت ہوتی؟ حضرت لوطؑ کو حکم دیا گیا کہ وہ اہلِ ایمان کو لے کر راتوں رات بستی سے نکل جائیں، کیونکہ صبح سے پہلے اللہ کا عذاب نازل ہونے والا ہے۔ اور جب اللہ کا عذاب نازل ہوا تو بستی کو اوندھا کر دیا گیا اور ان پر مٹی کے پتھروں سے بارش کی گئی اور بالآخر ہلاک کر دیا گیا۔

﴿فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا، جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا، وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ مَّنْضُوْدٍ﴾ (آیت: 82)۔ یہ واقعہ غالباً 2,100 قبلِ مسیح کا ہے۔ قومِ لوطؑ بحرِ مردار (Dead sea) کے جنوب میں آباد تھی۔ ان سے ذرا قریب ہی جنوب میں حضرت شعیبؑ کی قومِ مدین اور تبوک میں اصحابُ الایکہ آباد تھے۔

6- آیات 84 تا 95 : چھٹے پیراگراف میں، حضرت شعیبؑ کی دعوت اور قومِ شعیبؑ کی ہلاکت کا تذکرہ ہے۔

حضرتِ شعیبؑ اصحابِ مدین اور اصحابُ الایکہ کی طرف نبی بنا کر مبعوث کیے گئے تھے۔ حضرت شعیبؑ نے بھی سب سے پہلے اپنے قوم کو ﴿توحید کی دعوت﴾ دی۔ انہیں ناپ تول میں ڈنڈی مارنے سے روکا۔ اللہ کے عذاب سے ڈرایا۔ یہ قوم رزقِ حرام کی خوگر تھی۔

قوم سے کہا گیا ﴿بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ﴾ تھوڑی بہت حلال بچت، کثیر حرام سے بہتر ہوتی ہے۔ (آیت: 86)

قومِ شعیبؑ سیکولر (Secular) ذہنیت کی حامل تھی۔ انہوں نے حضرت شعیبؑ سے کہا: آپ اپنی نمازوں سے کام رکھیے! ہمیں باپ دادا کے طریقۂ پرستش سے منع نہ کیجیے۔ ان کا خیال تھا کہ مذہب اور اہلِ مذہب کا مالی اور اقتصادی امور میں کیا دخل ہو سکتا ہے؟ (آیت: 87) ہم اپنی من مانی کریں گے۔

حضرت شعیبؑ نے بقدرِ توفیق واستطاعت اصلاحی کوششیں کیں ﴿وَ مَا اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ﴾ انہوں نے بھی اپنی قوم کو ﴿توبہ اور استغفار﴾ کی دعوت دی۔ قومِ نوحؑ، قومِ ہودؑ اور قومِ صالحؑ کی ہلاکت کی تاریخ سے ڈرایا۔ انہوں نے کہا کہ آپ کی بہت ساری باتیں ہماری سمجھ میں نہیں آتیں۔ آپ ہماری برادری کے کمزور آدمی ہیں۔ اگر آپ کی برادری نہ ہوتی تو ہم آپ کو سنگسار کر دیتے۔ پھر اللہ کا عذاب نازل ہوا اور اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص رحمت سے

حضرت شعیبؑ اور ان پر ایمان لانے والے لوگوں کو بچا لیا۔

7- آیات 96 تا 99 : ساتویں پیراگراف میں، حضرت موسیٰؑ کی دعوت اور آلِ فرعون کی ہلاکت کی تفصیل ہے۔

قوم شعیبؑ کی ہلاکت کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو فرعون اور اس کی فوجی حکومت کے ذمہ داروں ﴿ مَلَائٖ ﴾ کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔ یہ لوگ فرعون کے ظالمانہ احکام کی پیروی کیا کرتے تھے۔

فرعون اور اس کے ساتھیوں پر دنیا میں بھی لعنت کی گئی اور قیامت کے دن بھی۔

8- آیات 100 تا 123: آٹھواں اور آخری پیراگراف اختتامیہ (Conclusion) ہے۔

اس آخری اور اختتامی حصے میں مختلف قوموں کی ہلاکت پر تبصرہ ہے۔ قریش کو عبرت حاصل کرنے کی ہدایت کی گئی۔ وقفے وقفے سے یکے بعد دیگرے قوم نوح (3,500 ق م)، قومِ عاد (3,000 ق م)، قومِ ثمود (2,500 ق م)، قومِ لوطؑ (2,100 ق م)، قوم شعیبؑ (1,400 ق م) اور قومِ فرعون (1,250 ق م) کی ہلاکت ہوئی۔ ﴿ وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ ۚ اِنَّ اَخْذَهٗٓ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ ﴾ اس کے بعد تخویفِ آخرت ہے۔ دوزخ کے عذاب اور جنت کی نعمتوں سے تذکیر کی گئی ہے۔

﴿ شقی ﴾ اور ﴿ سعید ﴾ برابر نہیں ہوسکتے۔ بدبختوں کے لیے دوزخ ہے اور خوش بختوں کے لیے جنت۔ مشرکینِ مکہ پر افسوس کیا گیا کہ وہ ان روشن دلیلوں کے باوجود، باپ دادا کے عقائد پر قائم ہیں اور شک و ریب سے کام لے رہے ہیں۔

رسول ﷺ کو حکمِ الٰہی کے مطابق ثابت قدم رہنے اور کجی سے بچنے کی ہدایت دی گئی (آیت:112)۔

ظالم مشرکین کی طرف نہ جھکنے اور نماز قائم کرنے کا حکم دیا گیا اور صبر کی تلقین کی گئی۔

اللہ کی مغفرت کا ایک اہم اصول بیان کیا گیا کہ نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں ﴿ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ﴾ نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دینے والے اصلاح پسند افراد کا ہر قوم میں ہونا ضروری ہے۔ (آیت:116)

ہلاکتِ اقوام کا اصول:

ہلاکت کے بارے میں، اللہ تعالیٰ کی سنت بیان کی گئی کہ وہ اصلاحی قوتوں کی موجودگی میں کسی قوم کو ہلاک نہیں کرتا۔ ﴿ وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ ﴾ (آیت:117)۔ یہ دنیا ایک دارِ امتحان ہے اور اللہ تعالیٰ ظالم جن وانس سے جہنم کو بھر کر رہے گا۔ رسول ﷺ کو تسلی اور کافروں کو دھمکی دی گئی کہ فریقین اپنے موقف پر اٹل ہیں، بہت جلد اللہ تعالیٰ حق و باطل کا فیصلہ فرمائے گا۔ آخری آیت میں (کوئی کرے یا نہ کرے) رسول ﷺ کو ﴿ توحیدِ عبادت ﴾ اختیار کرنے کا حکم دیا گیا اور صرف اللہ ہی پر بھروسہ اور ﴿ توکل ﴾ اختیار کرنے کی ہدایت کی گئی ﴿ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ ﴾۔

مرکزی مضمون

قرآن کی ﴿دعوتِ توحید﴾ قبول کرتے ہوئے، شرک اور دیگر گناہوں سے توبہ کر کے، اللہ کے حضور ﴿استغفار﴾ کرنے پر قوموں کو مزید مہلت مل جائے گی، ورنہ انھیں بھی پچھلی قوموں کی طرح ہلاک کیا جا سکتا ہے۔